

## دوم منزلہ مکان کی تعمیر کا جواز

س: مدینہ میں ایک صحابیؓ نے حضورؐ کے ناراض ہونے پر اپنا دو منزلہ مکان ڈھا دیا۔ پھر حضورؐ ان سے راضی ہو گئے۔ حضور اکرمؐ کی ازواج مطہراتؓ کے مجرموں کی کل لمبائی شاید نہ میسر تھی۔ ایک صاحب نے درج بالا واقعہ کی تعریخ یوں کی کہ اُس وقت اسلام کو زندگی اور موت کا مسئلہ درپیش تھا۔ کسی دوسری طرف مال اور وقت صرف کرنا اسلام کی کمزوری کا باعث بن سکتا تھا۔ اس لیے حضورؐ نے اسے ناپذیر نہیا تھا۔ اگر دیکھا جائے تو موجودہ حالات بھی کچھ ایسی ہی ہیں۔ ان حالات میں ہمارا پختہ دو منزلہ مکانات میں رہنا شرعی نقطہ نظر سے کیا ہے؟ کیا یہ تعمیر و تبدل احکام بلحاظ احوال میں آئے گا؟

ج: پختہ یا دو منزلہ مکان کی تعمیر کا تعلق ایک فرد کی ضرورت کے ساتھ ہے اور ضرورت کا پورا کرنا دین کے مقاصد میں سے ہے۔ دوسری اگر ایک شخص کی ضرورت تو ہو دو کروں کی اور وہ بنائے ۴۰ کمرے تو یہ اسراف ہونے کی بنا پر قرآن و سنت کے منافی ہو گا۔ شارع عظیم علیہ السلام کو اپنے اصحاب کے بارے میں معلوم تھا کہ عموماً ان کی ضروریات کیا ہیں۔ اس لیے اگر کسی صحابیؓ نے ضرورت سے زیادہ کسی کام کو کرنا چاہا تو آپؐ نے اسے اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے متوجہ کیا جو آپؐ کے فرائض (الدین نصیحة) میں شامل تھا۔

دو منزلہ مکان بعض صورتوں میں ایک خاندان کی رہائی ضرورت ہو گی اور بعض صورتوں میں مالی ضرورت۔ ٹانی الذکر شکل میں اگر مکان کی ایک منزل کرایے پر دی ہو اور ایک میں صاحب مکان خود رہتا ہو تو کرایے کی شکل میں آنے والی آمدنی سے وہ اپنا گزار کر سکتا ہے۔ لیکن اگر دو منزلہ نہیں ایک منزلہ مکان بنانے کا مقصد بھی دنیا کو دکھانا ہو کہ وہ کتنا مال دار ہے تو یہ سراسر ریا و تکبر میں شمار کیا جائے گا جس کی قرآن و سنت شدت سے ممانعت کرتے ہیں۔

جبیسا کہ آغاز میں عرض کیا گیا کہ اصول زمین کی پیمائش کا نہیں ہے کہ کتنے بے اور کتنے چوڑے پلاٹ پر مکان بنانا اسلامی ہے اور اُس سے مختلف پیمائش پر پلاٹ بنانا ناجائز، بلکہ اس کا تعلق ایک خاندان کی ضروریات سے ہے۔ اس بنا پر رقبے کی کوئی قید نہیں لگائی جاسکتی۔ ہر فرد کی ضروریات کے لحاظ میں **موسوعہ اکفاؤس کے مکانات علمیہ کا ایک حصہ ہے (ڈاکٹر احمد بیانیس احمد)**